بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبلیغی نصاب
اور
شرک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی :	اللہ تبارک و تعالیٰ	.. اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی :	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	.. فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	.. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	.. فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی :	اللہ تعالیٰ سے تعلق	.. دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی :	ایمان باللہ العظیم	.. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین

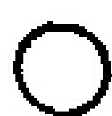
مسجد المسلمین، کوثر نیازی کالونی، نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳

جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

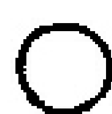
هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ
فِيْ هٰذَا (حج - ۷۸)

اللہ تعالیٰ نے نزولِ قرآن سے پہلے بھی اور اس قرآن
میں بھی تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔



رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ
وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (بقرہ ۱۲۸)

اے ہمارے رب ہم کو اپنا مسلم بنا اور ہماری اولاد
میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا مسلم بنا۔



اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ○ (قلم ۳۵)
کیا ہم مسلمین کو مجرمین کے مانند قرار دیں گے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۰۲ ماہ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

تبلیغی نصاب اور شرک

اس حقیقت سے کیسے انکار کیا جاسکتا ہے کہ ایک چھوٹی سی تبلیغی جماعت دین کا داعیہ لے کر ہندوستان کی بستی نظام الدین (دہلی) سے اٹھی اور پھر رفتہ رفتہ تمام دُنیا میں پھیل گئی۔ اب ہر بستی اور ہر محلہ میں گشتوں کا نظام، مسجدوں میں راتوں کا قیام عام ہے۔ پاکستان کے شہر لاہور کے قریب رائے ونڈ کے اجتماع میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے جو کسی دنیاوی غرض کے لئے جمع نہیں ہوتے بلکہ سب کے دِلوں میں ایک ہی تڑپ اور ایک ہی لگن ہوتی ہے کہ ہم سے ہمارا رب خوش ہو جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے ہماری زندگی میں رچ جائیں اور یہ بھٹکی ہوئی انسانیت پھر اپنی منزل کو پالے۔

یہی وہ جذبہ ہے جو گھروں سے نکلنے پر مجبور کرتا ہے۔ اپنا مال خرچ کرنا اپنا بستر خود اٹھانا، گلی کوچوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، مخالفوں کے ساتھ ہمدردیاں کرنا، جذبۂ ایثار و قربانی، یہ اور اسی قسم کی دوسری باتیں تبلیغی جماعت کے ارکان میں پائی جاتی ہیں۔

یہ باتیں ایک مسلم میں ہونی چاہئیں،

لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود ایک اہم اور بنیادی چیز کا فقدان ہے اور وہ ہے عقائد کی درستی۔ عقائد اگر صحیح نہ ہوں تو تمام اعمالِ صالحہ بیکار ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اعمالِ صالحہ کی قبولیت کا دارومدار توحید پر ہے۔
جب توحید نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (الزمر۔ ۶۵)

یقیناً ہم نے آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف یہی وحی کی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے (تمام) اعمال برباد کر دیے جائیں گے اور تم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

غور کیجیے اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر کس کے اعمال ہو سکتے ہیں لیکن اُن اعمال کو بھی شرک کی موجودگی میں شرفِ قبولیت سے نہیں نوازا جا رہا۔

معلوم ہوا کہ اگر شرک بھی ساتھ ہو تو اعمالِ صالحہ کی کوئی قیمت نہیں۔

۳۔ دوسری جگہ اسی حقیقت کو اللہ تعالےٰ نے اس طرح ارشاد فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی ان ہی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یاب ہیں۔

(الانعام۔ ۸۳)

معلوم ہوا کہ امن و سلامتی اور ہدایت ربانی کا وہی مستحق ہے جس کے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہ ہو۔

آیت بالا میں ظلم سے مراد شرک ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ لقمان کی آیت اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ پڑھ کر ظلم کی تفسیر شرک سے فرمائی تھی (صحیح بخاری)

کاش تبلیغی جماعت عقائد کی درستی پر کچھ کام کرتی۔ اعمالِ حسنہ کے ساتھ عقائد کی بھی اصلاح کرتی۔

ہمیں صدمہ ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی کام نہیں ہوا۔

۴۔ تبلیغی نصاب میں کئی مقامات پر شرکیہ اقوال و افعال درج ہیں۔ ڈر ہے کہ کہیں کوئی شخص اِن کو پڑھ کر اِن کے مطابق اپنا عقیدہ نہ بنا لے۔ اگر ایسا ہوا تو بقول ربّ کریم :۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ○ (ھل اتٰک ۳-۴)

بہت سے مشقت کے ساتھ عمل کرنے والے دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

غور کیجئے :۔ خوب ریاضتیں کیں، چلّے کئے، گھر بار چھوڑا، مصیبتیں برداشت کیں، لیکن ملا کیا آگ۔ الامان، الحفیظ۔

کاش تبلیغی اکابرین تبلیغی نصاب سے شرک و بدعت کی باتیں نکالیں اور اس نصاب کو اس طرح از سر نو مرتب کریں کہ اس میں شرک کی آمیزش نہ ہو۔ اس نصاب کی ہر روایت کو جرح و تعدیل کے فن، قرآن مجید اور صحیح حدیث کی کسوٹی پر پرکھیں۔ جو غلط ہوں انہیں نکال دیں۔ جھوٹی اور ضعیف

روایتوں کی بنیاد پر لوگوں کے عقائد کو خراب ہونے سے بچائیں اور فرقہ وارانہ مذاہب سے اجتناب کریں۔ اس صورت میں اُمید ہے کہ دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی حاصل ہو۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝ (آل عمران - ۱۳۹) تم ہی کامیاب ہو گے بشرطیکہ تم مومن ہوئے۔

اللہ تعالےٰ نے کامیابی اور کامرانی کا وعدہ مومنین سے کیا ہے، مشرکوں سے نہیں۔ معلوم ہوا کہ آج ہم ناکام کیوں ہیں، ذلیل و خوار کیوں ہیں، برباد و رسوا کیوں ہیں، صرف اس لئے کہ ہماری اکثریت ایمان سے خالی ہے اور اگر ایمان ہے بھی تو شرک کی چادر میں لپٹا ہوا۔ ایسا ایمان درحقیقت ایمان ہی نہیں۔

۵۔ اب ہم تبلیغی نصاب سے ایک مختصر سا جائزہ پیش کرتے ہیں۔ ایک طرف ہم تبلیغی نصاب اور بدعت میں ملوث اقوال و اعمال پیش کریں گے تو دوسری طرف اس کے مقابلہ میں قرآن و حدیث پیش کریں گے۔ اور فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑ دیں گے۔

علمِ غیب

"شیخ ابو یعقوب سنوسی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے بعد مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا، طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مر گیا۔ میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا جب میں نے اُس کو قبر میں رکھا تو اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کہ مرنے

کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔"

(روشن) {فضائل صدقات حصہ دوم ص۲ از جناب محمد زکریا صاحب مکتبہ امدادیہ ملتان}

دوسرا واقعہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے :-

۲- "ابو علی روذ باری کہتے ہیں کہ ایک فقیر میرے پاس عید کے دن آیا بہت خستہ حال، پرانے کپڑے۔ کہنے لگا یہاں کوئی پاک صاف جگہ ایسی ہے جہاں غریب فقیر مر جائے۔ میں نے لاپرواہی سے لغو سمجھ کر کہہ دیا کہ اندر آجا اور جہاں چاہے پڑ کے مر جا۔ وہ اندر آیا، وضو کی، چند رکعت نماز پڑھی اور لیٹ کر مر گیا۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور جب دفن کرنے لگا تو مجھے خیال آیا کہ اس کے منہ سے کفن ہٹا کر اس کا منہ زمین پر رکھ دوں تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کی غربت پر رحم فرمائے۔ میں نے اس کا منہ کھولا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے پوچھا میرے سردار کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے! کہنے لگا میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ میں کل قیامت میں اپنی وجاہت سے تیری مدد کروں گا۔"

(فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ ۳۰۹)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ ان دونوں واقعوں میں کس قدر قرآن حکیم کا انکار لازم آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا

فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ (لقمٰن-۳۴)

ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے، کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا۔ بے شک اللہ ہی جاننے والا خبردار ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا: "یہ غیب کی باتیں ہیں لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ان کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا" لیکن تبلیغی نصاب کے یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ ایک مرید نے یہ بتادیا کہ میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا اور ہوا بھی یہی۔ وہ مرید دوسرے دن ظہر کے وقت مرگیا، گویا کل کا علم اس مرید کو تھا۔ دوسرے واقعہ میں یہ بیان کیا گیا کہ ایک فقیر کو اپنے مرنے کا علم پہلے سے ہوگیا اس نے اپنے لئے جگہ کا تعین کرلیا اور مرگیا۔

مزید برآں دونوں واقعات میں یہ چیز موجود ہے کہ :-

مرنے کے بعد آنکھیں کھول دیں، بات بھی کی اور کہا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔

مزید سنیئے :-

جناب محمد زکریا صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

۳- ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑلیا۔ میں نے کہا کہ میرا انگوٹھا چھوڑدے، مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں ہے۔ یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے۔ اس نے میرا انگوٹھا

چھوڑ دیا۔" (فضائل صدقات حصہ دوم ص۳)

قارئین کرام غور فرمائیں۔ کیا دین اسلام میں روایت کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ اُن بزرگ کا نام ونشان تک نہیں۔ آخر روایت بیان کرنے کے لئے کوئی اُصول تو ہونا چاہیئے۔

آگے لکھتے ہیں :۔

"۴۔ شیخ ابنُ الجلا مشہور بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور اُن کو نہلانے کے لئے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے۔ نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے۔ کسی کی ہمّت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی۔ ایک اور بزرگ ان کے رفیق آئے۔ انہوں نے غسل دیا۔ (روض)

غرض صاحب روض نے بہت سے واقعات ان مرشوں کے مرنے کے ایسے لکھے ہیں کہ جن سے ان کے مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہونا ہنسنا، مذاق کرنا، لطف اُڑانا معلوم ہوتا ہے۔"

(فضائل صدقات حصّہ دوم صفحہ ۳۰۰)

یہ واقعات تبلیغی نصاب میں موجود ہیں اور تصدیق کرنے والے جناب محمد زکریا صاحب ہیں۔ کاش ان واقعوں کے دلائل بھی قرآن وحدیث سے دیئے جاتے۔ کیا ان واقعات کو ماننے سے قرآن کریم کا انکار لازم نہ آئے گا۔

مالک الملک کا ارشاد ہے :۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (النمل ۸۰) (اے نبی) آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔

اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تو مُردوں کو سُنا نہ سکیں، مگر یہ بزرگ

مرنے والوں کو نہ صرف سناتے ہیں بلکہ خوب باتیں کرتے ہیں اور مردہ بھی خوب مردہ ہے کہ زندوں سے مذاق کرتا ہے انگوٹھا پکڑ لیتا ہے پھر یہ سن کر کہ "تو زندہ ہے" انگوٹھا چھوڑ دیتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہوتے۔ (فاطر-۲۲)

لیکن یہاں زندہ بھی بات کرتا ہے اور مُردہ بھی بات کرتا ہے۔ زندہ بھی زندہ ہے، اور مُردہ بھی زندہ ہے یعنی دونوں برابر ہیں۔

کیا یہ عقیدہ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کے خلاف نہیں ہے۔

مزید سنیئے :-

مولوی زکریا صاحب لکھتے ہیں :-

۵۔ "عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سخی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی۔ دور کا سفر تھا۔ رات کو وہاں ٹھہرے۔ ان میں سے ایک شخص نے اُس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تُو اپنے اونٹ کو میرے بُختی اُونٹ کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے (بُختی اونٹ اعلیٰ قسم کے اونٹوں میں شمار ہوتا ہے جو اِس میّت نے ترکہ میں چھوڑا تھا)۔

خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کر لیا۔ وہ صاحب قبر اٹھا اور اس کے اونٹ کو ذبح کر دیا جب یہ اونٹ والا نیند سے اٹھا تو

اس کے اونٹ کے خون جاری تھا۔ اس نے اٹھ کر اسے ذبح کر دیا (کہ اس کی زندگی کی امید نہ رہی تھی) اور گوشت تقسیم کر دیا۔ سب نے پکایا، کھایا۔ یہ لوگ وہاں سے واپس ہو گئے۔ جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص بختی اونٹ پر سوار ملا۔ جو یہ تحقیق کر رہا تھا کہ فلاں نام کا شخص تم میں کوئی ہے۔ اس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے۔ اس نے پوچھا کہ تو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قصہ سنایا۔ جو شخص بختی اونٹ پر سوار تھا اُس نے کہا وہ میرے باپ کی قبر تھی۔ یہ اس کا بختی اونٹ ہے۔ اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تو میری اولاد ہے تو میرا بختی اونٹ فلاں شخص کو دے دے، تیرا نام لیا تھا۔ یہ بختی اونٹ تیرے حوالہ ہے۔ یہ کہہ کر وہ اونٹ دے کر چلا گیا (اتحاف) یہ سخاوت کی حد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی قبر پر آنے والوں کی مہمانی میں اسپنے اصیل اونٹ کو فروخت کر کے آنے والوں کی مہمانی کی۔

باقی یہ بات کہ مرنے کے بعد اس قسم کا واقعہ کیونکر ہو گیا اس میں کوئی محال چیز نہیں ہے۔ عالم ارواح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں۔" (فضائل صدقات حصّہ دوم صفحہ ۳۵۱ - ۳۵۲)

قارئینِ کرام اس واقعہ کو دوبارہ پڑھیں اور پھر قرآن و حدیث کے فیصلہ پر غور کریں۔

کیا یہ واقعہ قرآن و حدیث کے انکار کے لئے کافی نہیں؟ جبکہ قرآن و

حدیث کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مرنے کے بعد کوئی شخص دنیا میں نہیں آسکتا۔ شہید جو کہ عام مرنے والوں پر فوقیت رکھتا ہے اُس کو بھی دنیا میں واپس آنے کی اجازت نہیں ملتی اگرچہ وہ چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر دنیا میں شہادت کے لئے لوٹایا جائے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تین مرتبہ شہداء سے پوچھتا ہے:۔

هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا — کیا تمہیں کسی اور چیز کی خواہش ہے؟

شہداء جواب میں کہتے ہیں:۔

يَا رَبِّ نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى فَلَمَّا رَاٰى اَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فی بیان ارواح الشہداء جزء ۲ ص۱۳۵)

اے ہمارے رب ہماری یہ خواہش ہے کہ تو ہماری رُوحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اب ان کو کوئی خواہش نہیں ہے تو اُن سے پوچھنا چھوڑ دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا۔

يَا رَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلَ فِيْكَ ثَانِيَةً۔

اے میرے ربّ، تو مجھے زندہ کر دے تاکہ میں تیرے راستہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (ترمذی ابواب تفسیر القرآن۔ سندہ حسن۔ جزء ۲ ص۱۳۴)

میری طرف سے یہ (فیصلہ) پہلے ہی ہو چکا ہے کہ وہ (دنیا میں) لوٹ کر نہیں جائیں گے۔

قارئین غور فرمائیں کہ جب مرنے کے بعد دنیا میں آنے کی اجازت ہی نہیں ملتی تو یہ بزرگ دنیا میں کس طرح آکر اونٹ ذبح کرتے ہیں اور کس طرح مہمانوں کی دعوت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ۔	جب انسان مرجاتا ہے تو عمل کا سلسلہ اس سے منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین عملوں کے (یعنی) سوائے صدقہ جاریہ کے یا علم کے جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا صالح اولاد کے جو اُس کے لئے دعا کرے۔

(صحیح مسلم کتاب الوصیۃ باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ جزء ۲ صفحہ ۴۱)

الغرض جب عمل کا سلسلہ ہی منقطع ہوگیا تو اب یہ مُردہ کس طرح اونٹ ذبح کرتا ہے اور کس طرح مہمانی کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ عالم ارواح کا معاملہ ہے لیکن قارئین کرام غور فرمائیں کہ یہ کہاں کا واقعہ ہے۔ عرب کی وہ جماعت عالم ارواح میں تو نہیں گئی تھی۔ وہ اونٹ کا گوشت عالم ارواح میں تو نہیں کھا رہے تھے۔

کیا ان تمام سوالوں کا جواب صرف یہ ہے کہ یہ بات شیخ الحدیث نے لکھی ہے لہذا صحیح ہوگی۔ قارئین کرام بتائیں کیا یہ جواب صحیح ہے۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے :۔

۶۔ "مصر میں ایک صاحب خیر شخص تھے جو اہل ضرورت اور فقراء کے

لئے چندہ کر دیا کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی وہ ان سے کہتا وہ اہلِ ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا کرتے۔ ایک فقیر ان کے پاس گیا اور کہا میرے لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی اصلاح کے انتظام کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ صاحب اٹھے اور لوگوں سے اس کے لئے مانگا لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا کہ جو آدمی کثرت سے مانگتا رہتا ہو اس کو ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے) یہ سب سے مایوس ہو کر ایک سخی کی قبر پہ گئے اور اُن کی قبر پہ بیٹھ کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے اور واپس آکر اپنے پاس سے ایک دینار نکالا اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا اس فقیر کو دے دیا کہ یہ میں قرض دیتا ہوں۔ اس وقت تم اس سے اپنا کام چلاؤ جب تمہارے پاس کہیں سے کچھ آجائے تو میرا قرضہ ادا کر دینا۔ وہ لے کر چلا گیا اور اپنی ضرورت پوری کر لی۔ رات کو ان صاحبِ دینار نے اُس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو ساری سُن لی تھی مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ مکان کے فلاں حصہ میں جو چولہا بن رہا ہے اس کے نیچے ایک چینی کا مرتبان گڑھ رہا ہے۔ اس میں پانچ سو اشرفیاں ہیں وہ اس فقیر کو دے دیں۔ یہ صبح اٹھ کر اس کے مکان پر گئے اور گھر والوں سے سارا قصہ اور اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اس جگہ کو کھودا اور وہ مرتبان پانچ سو اشرفیوں کا

نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

اس شخص نے کہا خواب کوئی شرعی چیز نہیں ہے تم لوگ اس مال کے وارث ہو اور مالک ہو اس لئے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لیتا، مگر ان وارثوں نے اصرار کیا کہ جب وہ مر کر سخاوت کرتا ہے تو بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں۔ ان کے اصرار پر اس نے وہ اشرفیاں لے کر اس فقیر کو دے دیں اور سارا قصہ سنایا اس نے ان میں سے ایک دینار لے کر اس کے دو ٹکڑے کئے ایک ان صاحب کو اپنے قرضہ کی ادائیگی میں دیا اور دوسرا ٹکڑا اپنے پاس رکھ کر کہا کہ میری ضرورت کو تو یہ کافی ہے۔ باقی یہ سب رقم میری ضرورت سے زائد ہے میں اس کو لے کر کیا کروں گا۔ وہ سب فقراء پر تقسیم کر دی۔

صاحب اتحاف کہتے ہیں کہ اس قصہ میں غور کرنے کی چیز یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ میت یا اس کے گھر والے یا یہ فقیر اور ہمارے نزدیک تو یہ فقیر سب سے زیادہ سخی ہے کہ اپنی اس شدت حاجت کے باوجود نصف دینار سے زیادہ لینا پسند نہ کیا۔"

(اتحاف) { فضائل صدقات حصہ دوم ص۲۵۶ و ص۲۵۷ }

قارئین کرام غور فرمائیں کیا اس واقعہ میں یہ درس نہیں دیا گیا کہ جب زندوں سے مایوس ہو جاؤ اور کہیں سے کچھ نہ ملے تو کسی سخی کی قبر پہ جا کر سب پریشانی بیان کر دو کیونکہ سخی مرنے کے بعد بھی سن لیتا ہے۔

یہ بات قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (نمل ۸۰) (اے نبی) آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے۔

ایک واقعہ اور سنیئے:۔

۷۔ شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں۔ میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستّر ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستّر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہے جنّت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردّد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔

چنانچہ میں نے ایک نصاب ستّر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصّہ سے دو فائدے ہوئے۔

ایک تو اس برکت کا جو ستّر ہزار کی مقدار پر میں نے سُنی تھی اس کا

تجربہ ہوا، دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

یہ ایک واقعہ ہے۔ اس قسم کے نہ معلوم کتنے واقعات اس امت کے افراد میں پائے جاتے ہیں۔"

(تبلیغی نصاب فضائل ذکر ص۹۸ ص۹۹ متیق اکیڈمی بیرون گیٹ ملتان)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ کیا یہ واقعہ انسانوں کے لئے علم غیب کو ثابت نہیں کرتا۔

اس واقعہ کی چند خصوصیات پر توجہ فرمائیں۔

۱۔ ابو یزید فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سُنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھے۔ یہ ابو یزید نے کہاں سے سُنا۔ ایسی بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کسی صحابی کو بتا سکتے ہیں۔

۲۔ افسوس کہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ مضمون نہیں ملتا پھر قرطبی صاحب کو کہاں سے معلوم ہوا۔

۳۔ پھر قرطبی صاحب کے تجربہ سے جو سبق ملا وہ یہ ہے کہ نصاب جمع کرو اور مُردوں کو بخشوا لو۔

۴۔ پھر کشف یعنی پردہ کھولنا۔ جنت اور دوزخ اللہ تعالےٰ نے غیب میں رکھی ہیں ان کا مشاہدہ کرنا، اپنی والدہ کو دوزخ میں دیکھنا اور پھر اس کی مغفرت کو دیکھنا کیا یہ سب علم غیب نہیں جس کو کشف کے ذریعہ معلوم کیا گیا۔

غرض یہ کہ مولوی زکریا صاحب کے بقول :-

اس امت میں علم غیب رکھنے والے بے شمار لوگ ہیں حالانکہ قرآن مجید میں ہے کہ غیب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (النمل - ۶۵)

کہہ دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

اور سنیئے :-

۸- ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھنؤ کی حکایت بیان کی۔ ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اول ایک بار درود شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے۔ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو غلبۂ فکر آخرت سے خوفزدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھئے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ ایک مجذوب آنکلے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے وہ بیاض سرکارؐ میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں "

(تبلیغی نصاب۔ فضائل درود ص۹۵)

غور فرمایئے کیا مجذوب صاحب علم غیب کو جذب کیے ہوئے تھے؟ انہوں نے کیسے فرمایا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں تمہارے درود تو سرکار نے قبول فرمالئے۔ اب خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

اور سنیئے :-

۹۔ "حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں جارہا تھا،
مجھے بڑی مشقت اٹھانی پڑی اور بڑی مصیبت پیش آئی ، میں نے
برداشت کیا۔ اور خندہ پیشانی سے اس پر صبر کیا ، جب میں مکہ مکرمہ
میں داخل ہوا تو مجھ میں اس کارنامہ پر ایک عجب سا پیدا ہوا۔
طواف ہی کی حالت میں پیچھے سے ایک بڑھیا نے آواز دی کہ اے
ابراہیم اس جنگل میں یہ بندی بھی تیرے ساتھ تھی ، مگر میں نے تجھ سے
اس لئے کوئی بات نہیں کی تھی کہ اللہ جل شانہ سے تیرا دھیان ہٹ
کر دوسری طرف لگے گا۔
یہ وسوسہ جو تجھے اس وقت آگیا اس کو اپنے دل سے نکال دے"
(روض) {فضائل حج ص۲۵۴ ص۲۵۵ مکتبہ امدادیہ ملتان}

کیا اس واقعہ میں یہ درس نہیں کہ اولیاء اللہ اگرچہ نظروں سے غائب
ہوتے ہیں مگر ساتھ ساتھ ہوتے ہیں حتیٰ کہ دلوں کے ارادوں سے بھی واقف
ہوتے ہیں حالانکہ

قرآن مجید میں اس طرح ہے :۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ سینوں کی باتوں کو اللہ ہی جانتا ہے۔

(آل عمران ۔ ۱۵۴)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ
اور ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں کہ اس کے دل میں کیا خیالات آتے

إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (قٓ - ۱۶) ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

دلوں کے خیالات کا جاننا یہ اللہ تعالےٰ کی صفت ہے۔ بندے اس صفت میں کیسے اس کے شریک ہو سکتے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے :۔

وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ (التوبۃ - ۱۰۱) بعض مدینہ والے نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ (اے نبی) آپ اُن کو نہیں جانتے، ہم اُن کو جانتے ہیں۔

غور فرمائیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کے حال سے واقف نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ منافقوں نے آپؐ کو دھوکا دیا۔ بئرِ معونہ کے مقام پر ستر قاری شہید کر دیئے گئے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کا حال جانتے تو کیوں دھوکے میں آتے۔ ایک طرف یہ لاعلمی دوسری طرف تبلیغی بزرگ ہیں کہ سب کچھ جانتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اور سنیئے :۔

۱۰۔ "شیخ بنان فرماتے ہیں کہ میں مصر سے حج کو جا رہا تھا میرا توشہ میرے ساتھ تھا، راستہ میں ایک عورت ملی کہنے لگی بنان تم بھی حمّال (مزدور) ہی نکلے، توشہ لادے لئے جا رہے ہو، تمہیں یہ وہم ہے کہ وہ تمہیں روزی نہیں دے گا، میں نے اُس کی بات سن کر اپنا توشہ پھینک دیا۔ تین دن تک مجھے کھانے کو نہ ملا۔ راستہ میں چلتے چلتے مجھے ایک

پازیب (پاؤں کا زیور) پڑا ہوا ملا، میں نے یہ سوچ کر اٹھایا کہ اس کا مالک مل جائے گا تو اس کو دے دوں گا، وہ شاید اس پہ مجھے کچھ دے دے تو وہ عورت پھر سامنے آئی کہنے لگی تم تو دکاندار ہی نکلے، کہ وہ پازیب کے بدلے میں شاید کچھ دے دے۔

اس کے بعد اس عورت نے میری طرف کچھ درہم پھینک دیئے کہ لے انہیں خرچ کرتا رہیو، میں نے اِن کو خرچ کرنا شروع کیا اور واپسی میں مصر تک انہوں نے مجھے کام دیا۔"

(فضائل حج ص۲۵۷)

یہ واقعہ بھی پہلے واقعہ سے ملتا جلتا ہی ہے۔ ایک عورت نے دلی خیالات پر سرزنش کی۔ اور وہ عورت بھی بنان صاحب کے ساتھ ہی تھی مگر بنان صاحب اس کو جب دیکھتے تھے جب وہ ظاہر ہوتی تھی۔ مزید برآں

یہ واقعہ سبق دیتا ہے کہ توشہ ساتھ نہیں رکھنا چاہیئے حالانکہ یہ چیز قرآن مجید کے بالکل خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَتَزَوَّدُوْا (البقرۃ - ۱۹۷) توشہ ساتھ لے لیا کرو۔

ناظرین کی خدمت میں یہ دس واقعات ہم نے تبلیغی نصاب سے نقل کئے ہیں۔

تبلیغی نصاب میں اس قسم کے سینکڑوں واقعات درج ہیں۔

کاش تبلیغی اکابرین ایسے واقعات کو تبلیغی نصاب سے خارج کر دیا اور ان کی جگہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے مستند واقعات درج کریں۔ ہمیں امید ہے کہ علماء حق اس سلسلہ میں توجہ فرمائیں گے۔

جماعتُ المُسلمِین کی دَعوت

جماعت المسلمین ایسی جماعت ہے جس میں فرقہ وارانہ مذاہب کے ماننے والے نہیں پائے جاتے یعنی جماعت المسلمین فرقوں کا معجون مرکب نہیں ہے۔ جو شخص بھی جماعت المسلمین میں شامل ہوتا ہے وہ صرف مسلم ہوتا ہے، نہ اُس کا کوئی مسلک ہوتا ہے اور نہ کوئی مذہب، نہ کوئی مکتبۂ فکر ہوتا ہے اور نہ کوئی فرقہ وارانہ فقہ۔ اس کا تو بس دین ہوتا ہے اور وہ دین اسلام ہوتا ہے۔ وہ صرف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے احکام کا پابند اور توحید اور سنّت پر گامزن ہوتا ہے۔

جماعت المسلمین توحید اور اتباعِ سنت پر سختی سے کاربند ہے اور وہ صرف اسلام یعنی وہ اسلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے کر گئے تھے اس پر قائم ہے اور اسی کی دعوت دیتی ہے۔ جماعت المسلمین نہ فرقہ ہے اور نہ فرقہ وارانہ نام نہاد اسلاموں کو اسلام سمجھتی ہے۔

فرقہ بندی کو ہر شخص لعنت سمجھتا ہے لیکن فرقوں کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتا، یہ قول و فعل کا تضاد ہے۔ اس طرح فرقہ بندی کبھی ختم نہیں ہو سکتی اور لوگوں کا یہ خواب کہ سب ایک ہو جائیں کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

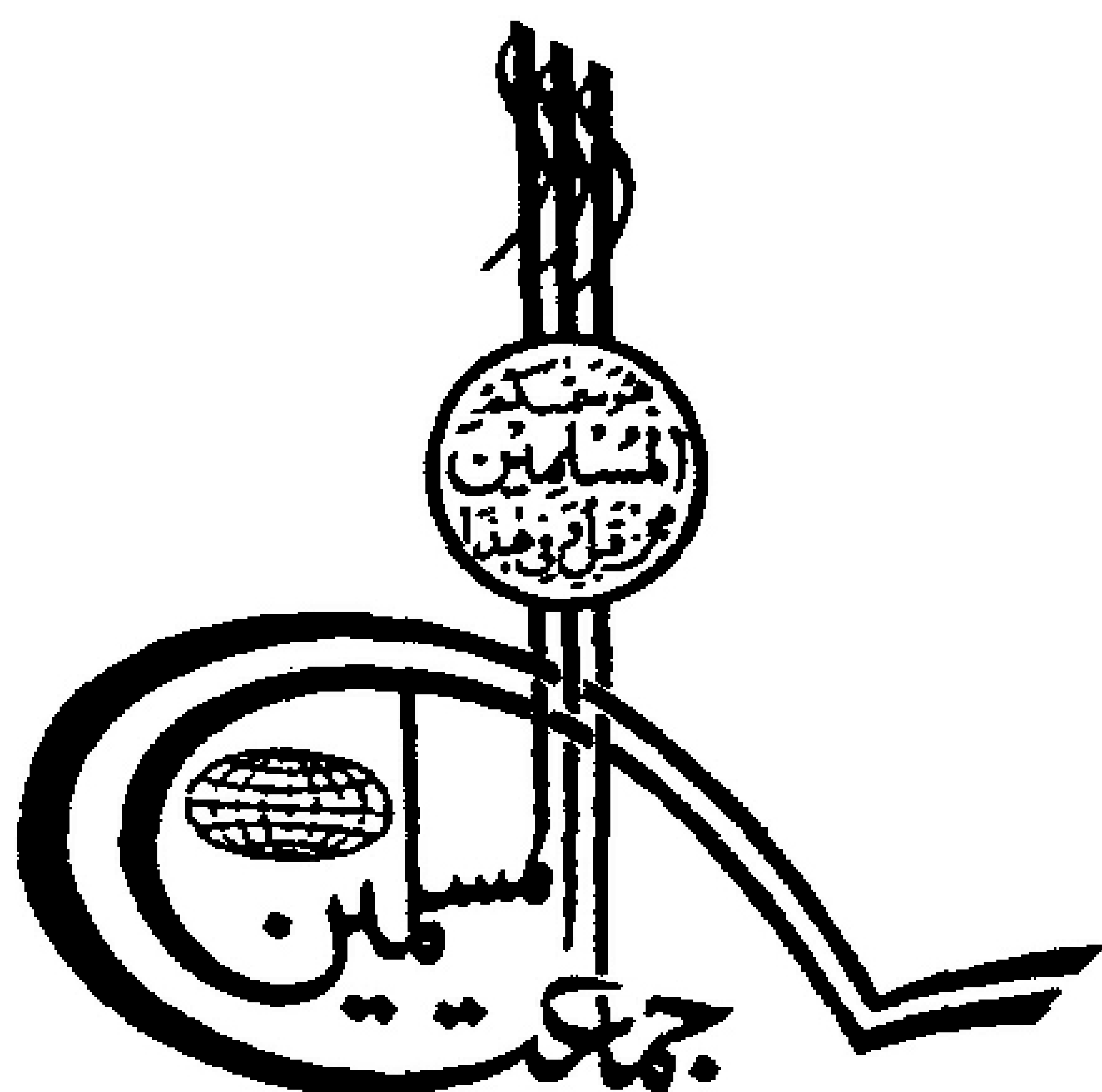
اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے :-

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ٥ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ٥ (الروم۔ ۳۱ و ۳۲)

اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ تمام فرقے جو کچھ ان کے پاس ہے اس میں مگن ہیں۔

قارئین کرام، اس آیت پر غور فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ نے مشرکین کی کیا تشریح فرمائی ہے۔

آیئے جماعت المسلمین میں شامل ہو کر فرقہ بندی کی لعنت کو ختم کریں۔



قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جماعت المسلمین اور اُس کے امام کو لازم پکڑنا ۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

مرکز جماعت المسلمین گیلان آباد کھوکھرا پار ۲/۱ ۲ کراچی

فون 407524 ، 4507305 فیکس 4507305